# RESEARCH OVERVIEW ON SHAH WALIULLAH AND HIS EDUCATIONAL SERVICES

# شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کی علمی خدمات کا تحقیقی جائزہ

سردار احمد استاذ شعبہ عربی فیڈرل اردو یونیورسٹی کراچی

اللہ بخش ریسرچ اسکالر شعبہ عربی فیڈرل اردو یونیورسٹی کراچی

***ABSTRACT:*** *Hazrat Shah Waliullah is one of the famous personalities of eighteenth century. He had a great effect on the history of revival of literature. The divine guideline for the reform of Ummah he provided is remained a guideline after centuries. He was a great thinker, scholar and author of many books. One of his divine and prominent qualities is his moderation. He declared all four cults right and he emphasized to spend the lives according to the teachings of them. In fact, he was in deep favor to refer to the Holy Quran and Hadith. Although almost all the views of jurisprudence are based on sincerity but if there is any sort of contradiction between their views and the teachings of Islam, then in this case Shah Waliullah went strictly against them. Shah Waliullah was very unique in his thoughts and ideas. It was very inappropriate to restrict him to some specific sect and topic. One of his greatest efforts was the translation of the Holy Quran in simple Persian language. Later, his sons carried his work by translating it into Urdu language.*

***KEYWORDS:*** *Reform, Moderation, Jurisprudence, Cults, Contradiction*.

**حضرت الامام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ایک ہمہ جہت شخصیت:** حضرت شاہ عبدالرحیم بن شیخ وجیہ الدین شہید مشرباً صوفی اور تعلیماً منطقی اور فلسفی تھے، اللہ جل شانہ نے مسلمانانِ ہند پر فضل واحسان فرماتے ہوئے انہیں ۶۰ برس کی عمر میں سعادت مند بیٹے کی نعمت سے نوازا جنہیں دنیا حضرت شاہ ولی اللہ کے نام سے جانتی ہے۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی کی بشارت سے آپ کا نام "قطب الدین احمد" رکھا گیا اور شہرت "ولی اللہ" کے نام سے ہوئی۔ چوں کہ علمی گھرانے سے تعلق تھا اور نسلاً فاروقی تھے، اس لئے پانچ سال کی عمر میں مکتب میں داخل کر دیے گئے۔ مختصر عرصے میں حفظِ قرآن کی تکمیل کے بعد اپنی ذکاوت اور خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے ۱۵ سال کی عمر میں مروجہ تمام علوم حاصل کر کے والدِ محترم سے صحیح بخاری اور دیگر کتبِ احادیث کا درس لینا شروع کیا۔

آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ، اصولِ فقہ، منطق، کلام، طب، حکمت، سلوک، حقائق اور دیگر علوم عملیہ ونقلیہ کو مشہور اساتذہ اور مشائخ سے حاصل کیا جن میں شاہ عبدالرحیمؒ، شیخ محمد فاضل سندھیؒ، شیخ ابو طاہر کردیؒ، شیخ تاج الدین القلعی الحنفیؒ، شیخ محمد افضل سیالکوٹی اور شیخ وفد اللہ المکی المالکی جیسی بلند پایہ شخصیات موجود ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ ان بلند پایہ نادر شخصیات میں سے ہیں جنہوں نے اسلام کی ترویج میں صحیح معنوں میں اہم کردار ادا کیا۔ بنیادی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے اعلیٰ تعلیم کے لیے عرب کا سفر اختیار کیا۔ ان کی علمِ فلسفہ کے لئے خدمات کے ساتھ ساتھ ادبی خدمات بھی قابل ستائش ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ کی برصغیر میں

تاریخی اہمیت کو جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ وہ ایک علمی، فلسفی، معاشی اور مذہبی رہنما تھے۔ آج ان کی خدمات دنیا کی ہر لائبریری میں موجود ہیں اور ان کو ایک خوشبو کی طرح محسوس کیا جاسکتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ ایک جامع الصفات، علوم و فنون پر خوب دسترس رکھنے والے، ہمہ جہت اور عالمگیر شخصیت کے مالک تھے۔ اللہ جل شانہ نے اپنی رحمت سے وافر حصہ آپ کو عطا کیا ہوا تھا، فتنوں اور شورشوں کے دور میں جب اصحابِ جُبّہ و دستار میں سے ہر دوسرا اسلامی تعلیمات سے دور توہمات و خواہشات پر اکتفا کیے ہوئے تھا، عوام میں جاہلانہ رسومات رچ بس چکی تھی اور مرہٹے اور سکھ مسلمانوں کا خون بے دریغ بہا رہے تھے۔

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا دور وہ دور تھا جب حکمت کے طور پر جانے والی اسلامی روایت پھل پھول رہی تھی اور فلسفہ، دینیات اور تصوف کے روایتی مذہبی علوم میں مصالحت ہو رہی تھی، تاہم ماقبل جدید دور کا نقطۂ نظر مختلف فرقہ وارانہ، سیاسی اور سماجی دباؤ کے تحت اپنے ٹوٹنے کی علامتیں دکھا رہا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ کی تعلیمات اور تصنیفی سرگرمیوں کا اصل مقصد اہم اسلامی عقلی قواعد کے نکتہ ہائے نظر کے ذریعے اسلامی مذہبی علوم کے مطالعہ کو دوبارہ مجتمع کرنا اور اہم بنانا تھا، ان عقلی قواعد میں فقہ، تصوف اور خاص طور پر قرآن و حدیث پر غور و خوض شامل تھا، اس مقصد کے تحت انہوں نے تقریباً چالیس کتابیں اور رسائل مرتب کیے اور ایک مذہبی محقق اور روحانی رہنما کا فریضہ سر انجام دیا۔

انہیں عربی زبان پر اس قدر عبور حاصل تھا کہ ان کی اہم تصانیف اسی زبان میں لکھی ہوئی ہیں، مزید برآں بہت سی تصانیف فارسی میں بھی ہیں، دنیائے اسلام کے فکری، مذہبی مرکز میں گزارے ہوئے وقت نے اسلامی قانون کے معاملات میں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کو ایک ہمہ گیر نکتہ عطا کیا، اس لئے ان کی کتابوں میں زیادہ عوامی حلقے کے بجائے مسلمانوں کو بحیثیتِ مجموعی مخاطب کیا گیا۔

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی تمام علوم عقلیہ و نقلیہ پر لکھی گئی تصانیف حقائق و معارف کے موتی بکھیرنے میں اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ کو تصنیفی خدمات کے باعث برصغیر کا غزالی بھی کہا جاتا ہے۔ آپ تاریخِ اسلام کا ایک درخشندہ باب ہیں، آپ نے جس دور میں آنکھ کھولی اس وقت برصغیر تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا، تاہم آپ کی سعی و کوششوں سے برصغیر میں روشنی کے آثار پیدا ہوئے۔ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: "ہندوستان کی یہ کیفیت تھی، جب اسلام کا وہ اخترِ تاباں نمودار ہوا جس کو دنیا شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے نام سے جانتی ہے، مغلیہ سلطنت کا آفتاب لبِ بام تھا، مسلمانوں میں رسوم و بدعات کا زور تھا، جھوٹے فقراء اور مشائخ جابجا اپنے بزرگوں کی خانقاہوں میں مسندیں بچھائے اور اپنے بزرگوں کے مزاروں پر چراغ جلائے بیٹھے تھے، مدرسوں کا گوشہ گوشہ منطق و حکمت کے ہنگاموں سے پر شور تھا، فقہ و فتاویٰ کی لفظی پرستش ہر مفتی کے پیشِ نظر تھی، مسائلِ فقہ میں تحقیق و تدقیق سب سے بڑا جرم تھا، عوام تو عوام، خواص تک قرآنِ پاک کے معانی و مطالب اور احادیث کے احکام و ارشادات اور فقہ کے اسرار و مصالح سے بے خبر تھے، شاہ صاحب رحمہ اللہ کا وجود

اس عہد میں اہلِ ہند کے لئے موہبتِ عظمیٰ اور عطیہ کبریٰ تھا۔"(1)

تکمیلِ تعلیم کے بعد حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیے اس کو احاطۂ تحریر میں لانے کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ داماں نگہ تنگ و گل ہنس تو بسیار　　گلچیں بہار تو زداماں نگہ دارد

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی پوری زندگی تدریس و تعلیم، اشاعت و تقسیم اور حدیث کی تشریح و تفہیم میں صرف ہوئی۔

بقولِ شاعر: جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم　　تو اس عہد کو ہم وفا کر چلے

**شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ پر اللہ عزوجل کی خصوصی نعمتیں:** اپنی شہرہ آفاق کتاب "الجزء اللطیف" میں حضرت شاہ ولی اللہؒ قمطراز ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ کی اس بندۂ ضعیف پر عظیم ترین نعمتوں میں سے چند ایک یہ ہیں:

**۱۔ فاتحیت کی خلعت:** اس ذاتِ باری تعالیٰ نے آخری دور میں مجھے فاتحیت کی خلعت عطا فرمائی۔

**۲۔ افضل فقہ کی جانب رہنمائی:** اللہ جل شانہ نے اپنی پسند کی فقہ کی مجھے ہدایت دی ہے یعنی دین کی سمجھ عطا کی ہے۔

**۳۔ فہمِ حدیث اور اس کی جمع و ترتیب:** مجھے فقہ اور حدیث اور ان کے مابین تطبیق اور جمع و ترتیب کا کام کرنے کی توفیق دی۔

**۴۔ احکام و شعائر کے اسرار کا بیان:** اللہ جل شانہ نے مجھے الہام کیا ہے کہ میں اپنے رب کی جانب سے نبیٔ اکرم ﷺ کے بیان کردہ تمام احکامات، سنن، شرائع اور مصالح کے اسرار و حکمتیں بیان کروں۔

یہ بڑا عظیم الشان فن ہے، اس کے ساتھ یہ بات بھی ہے مجھ سے پہلے کسی آدمی نے ایسے ضبط و اِتقان کے ساتھ اس طرح "علومِ اسرارِ دین" کو بیان نہیں کیا۔ اور جس کو اس بارے میں شک ہو تو اس کو چاہیئے کہ وہ علامہ عزالدّین بن عبدالسلام کی کتاب "القواعد الکبریٰ" پڑھے، انہوں نے اس کتاب کے لکھنے میں بڑی کدّ و کاوش کی ہے، اس کے باوجود وہ اس فن کے دسویں حصے کو بیان کرنے میں بھی کامیاب نہ ہو سکے۔

**۵۔ سلوک کے اعلیٰ طریقوں کا الہام:** اس زمانے میں اللہ کے نزدیک سلوک کا جو پسندیدہ طریقہ ہے، اللہ نے مجھے اس کا الہام کیا، پس میں نے اس طریقۂ سلوک کو اپنے دو رسالوں میں مُنضبِط کر کے بیان کیا ہے، اور ان دونوں رسالوں کا نام میں نے "لمعات" اور "الطاف القدس" رکھا ہے۔

**۶۔ دلائل کی روشنی میں سلفِ صالحین کے عقائد کی وضاحت:** اللہ جل شانہ نے مجھے اس بات کی توفیق دی ہے کہ میں سلفِ صالحین کے عقائد کو واضح دلائل اور حُجّتِ قطعیہ کے ذریعے ثابت کروں، ان کو اہلِ معقول (منطقیوں اور فلسفیوں) کے شکوک و شبہات سے پاک کروں۔ ان کو اس طرح بیان کروں کہ اس کے بعد کسی کو بھی اس میں بحث و مباحثے کی گنجائش نہ رہے۔

**۷۔ کمالاتِ اربعہ کا علم:** اللہ جل شانہ نے مجھ پر کمالات اربعہ یعنی ابداع، خلق، تدبیر اور تدلی کے علم کا تفصیلی فیضان کیا ہے۔

۱۔ **ابداع:** ایک چیز کو بغیر کسی چیز کے پیدا کرنا یعنی پہلے کوئی چیز نہیں تھی پھر ایک پیدا کر دینا ابداع کہلاتا ہے۔

۲۔ **خلق:** یہ ایک چیز سے دوسری چیز پیدا کرنے کا نام ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا اور جنوں کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا۔

۳۔ **تدبیر:** جب مخلوقات کا ایک مجموعہ وحدت اختیار کر لیتا ہے یعنی مختلف چیزیں آپس میں مل کر ایک بن جاتی ہیں تو اس مرکب کی کئی صورتیں ممکن ہوتی ہیں لیکن وہ حکمتِ عامہ کے اعتبار سے ایک خاص مصلحت کا استعمال چاہتا ہے۔ اس مجموعے کو اس خاص مصلحت کے مطابق چلانا اور اس میں اس مصلحت کے مطابق ضروری تصرف کر کے ایسا نتیجہ نکلنا جو اس مصلحتِ عامہ کے قریب ہو تدبیر کہلاتا ہے۔[۲]

4۔ **تدلی:** قرآنی آیات **دَنٰی فَتَدَلّٰی** سے یہ اصطلاح شاہ صاحبؒ نے بنائی ہے۔ تدلی کے معنی جھکنے کے ہیں گویا حق تعالیٰ جل شانہ اپنے بلند مقام سے پستی میں رہنے والے بندوں کی طرف جھکتے ہیں۔[۳]

۸۔ **بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کا علم:** اللہ جل شانہ نے مجھ پر انسانی نفوس کی استعداد و صلاحیت، ان کے کمالات اور فائدے کے امور سے متعلق علوم (یعنی نفوسِ انسانی کے اخلاقِ اربعہ، ارتفاقاتِ اربعہ اور تعلق مع اللہ کے لئے شعائرِ اربعہ) کا بھی فیضان کیا ہے۔

یہ آخری دو علوم ایسے ہیں کہ اس فقیر سے پہلے کوئی آدمی اس دونوں علوم کے قریب تک بھی نہ پہنچ سکا۔

۹۔ **حکمتِ عملی کی تعلیم:** اللہ جل شانہ نے مجھے حکمتِ عملی کی تعلیم اور اس کا شعور دیا ہے۔ یہ ایک ایسی خاص عنایت ہے کہ اس دور کی کامیابی کا دارومدار اس کے تفصیلی امور پر عمل کرنے میں ہے، اللہ جل شانہ نے مجھے اس بات کی توفیق دی ہے کہ میں حکمتِ عملی سے متعلقہ علم و شعور کو کتاب اللہ، سنتِ رسول ﷺ اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہ سے مربوط اور مضبوط بناؤں۔

۱۰۔ **فہمِ دین کا ملکہ:** اللہ جل شانہ نے مجھے ایسا ملکہ اور دینی فہم و شعور عطا فرمایا کہ جس سے رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ دین اور جو کچھ اس میں تحریف شدہ چیزیں داخل کر دی گئی ہیں، اس کے درمیان تمیز پیدا کر سکوں اور مجھ میں یہ صلاحیت بھی اللہ جل شانہ نے عطا فرمائی ہے کہ سنتِ رسول اللہ ﷺ اور بعد کے تمام فرقوں کی جانب سے گھڑی ہوئی بدعت کے درمیان تمیز پیدا کر سکوں۔

ولوان لی فی کل منبت شعرۃ　　لسانا لما استوفیت واجب حمدہ

ترجمہ: اگر میرے ہر بال میں ایک زبان ہوتی اور وہ اللہ جل شانہ کا شکر ادا کرتی تو اللہ کی ضروری حمد و ثناء پھر بھی ادا نہ ہوتی۔[۴]

**شاہ صاحب رحمہ اللہ کی شخصیت کی خصوصیات:** خیر اور بھلائی کی رغبت رکھنے والا کوئی بھی فرد شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ جیسے لوگوں سے مستغنی نہیں ہو سکتا، اس لئے ان کے بارے میں یہ بات کہی گئی ہے کہ وہ امتِ محمدیہ کے فلاسفہ اور حکماء میں انتہائی مہارت رکھنے والے، بہت اونچے درجے کے فلسفی ہیں۔ یوں تو آپ کی خصوصیات کے عنوان پر باقاعدہ ایک ضخیم کتاب لکھی جا سکتی ہے لیکن موضوع کی طوالت کے خوف سے چند ایک ملاحظہ فرمائیں: شیخ محسن یمانی (المتوفی ۱۹ رجب ۱۲۸۰ھ بمطابق ۳۱ دسمبر ۱۸۶۳ء) رقمطراز ہیں:

"میں یہ بات نہیں کہتا کہ اس کرۂ ارض پر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے ہم عصر یا گزشتہ قریب زمانے کے علماء میں سے کوئی آدمی بھی علوم وفنون میں ان کا ہم پلہ نہیں ہے، بلاشبہ روئے زمین پر قریہ قریہ، بستی بستی، شہر در شہر بہت سے ایسے لوگ پیدا ہوئے جو علوم وافکار سے بھرا ہوا ظرف اور حوصلہ رکھتے تھے، وہ دین کی حفاظت کرنے والے تھے، انبیاء علیہم السلام کے علوم کے امین تھے، رشد و ہدایت کی بڑی علامات میں سے تھے لیکن اللہ جل شانہ نے ان تمام علماء میں سے امام شاہ ولی اللہ کو چند امور میں ایک خاص امتیازی شان عطا کی کہ جس میں آپ اپنی مثال آپ اور منفرد حیثیت کے حامل ہیں۔ وہ چند خصوصیات درج ذیل ہیں:"

**۱۔علوم میں تحقیق وتدوین کا ملکہ:** حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی پہلی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ گزشتہ تمام علوم وفنون ان کے سینے کی وسعتوں میں جمع ہو گئے تھے۔ انہیں ان علوم میں بہت زیادہ مہارت، صلاحیت اور پختگی حاصل تھی۔ شاہ صاحب نے ان علوم کا اس انداز میں تجزیہ کیا ہے کہ وہاں تک صرف اونچے درجے کے محدثین اور ناقدین کی رسائی ہو سکتی ہے پھر انہوں نے ان علوم کے تمام ابواب کا خلاصہ بیان کیا اور ان علوم کے اہم مسائل کو ذیلی اور ضمنی مسائل سے علیحدہ کر کے صاف شفاف بنا دیا اور اپنے شاگردوں کے لئے علوم کے تمام طریقوں کی واضح شاہراہ متعین کر دی۔

**۲۔بنیادی مسائل اور دلائل کی نشاندہی:** شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی دوسری نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے علوم کے مسائل کی اساسیات کا تعین کیا، مختصر اور عمدہ عبارتوں کی صورت میں ان کے دلائل کی نشاندہی کی اور اس سلسلے میں عجیب وغریب اور لطیف اشارات بیان کیے، اس کے ساتھ ساتھ اِدھر اُدھر بھٹک جانے والوں اور غلطیاں کرنے والوں سے کسی طرح کی عصبیت رکھے بغیر، عدل وانصاف کا دامن پکڑ کر اور ان میں کسی قسم کا الزام لگائے بغیر "حق بات" کو بڑے مؤثر پیرائے میں بیان کیا۔

**۳۔اختلافی مسائل اور مختلف آراء میں تطبیق کا فن:** تیسری امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے ان کے دل میں مخصوص وقت میں ایک ایسی کسوٹی کا القاء کیا تھا کہ جس کی بدولت وہ ملتِ محمدیہ ﷺ میں پائے جانے والے ہر اختلاف کا سبب معلوم کر لیتے تھے اور ساتھ ساتھ اس بات کا بھی علم ہو جاتا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک ان میں سے حق کیا ہے۔ امام شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کو یہ ملکہ بھی حاصل تھا کہ وہ اختلافی مسائل اور مختلف آراء کو ایسے بہترین اور عمدہ انداز میں بیان کرتے کہ جس سے تمام شکوک وشبہات اپنے تمام تر ذیلی اثرات کے ساتھ ختم ہو جاتے۔ بطورِ مثال اور نمونہ یوں سمجھ لیجئے کہ جب ان سے صحابہ کے باہمی اختلاف اور خاص طور پر ان کے بعد آنے والے فقہاء کے درمیان فقہی اختلاف کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فقہاء کے تمام نقطہ ہائے نظر کا جائزہ لیا اور کمزور آراء میں سے صاف اور عمدہ رائے کو علیحدہ کر لیا اور شکوک وشبہات پیدا کرنے والی بحث میں سے واضح طور پر حق والی بات کو الگ کر لیا، وہ سمجھ جاتے تھے کہ کون سا پہلو ہے کہ جہاں غلطی کرنے والے نے غلطی کی ہے اور زیرِ بحث مسئلے کے بنیادی مقصد اور

ہدف سے اس رائے میں کس درجہ کا انحراف پایا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کے دقیق ترین ذہن نے اختلافی مسائل میں جو تطبیقات پیش کی

ہیں ان میں سے چند ایک ان کے صاحبزادے امام شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ نے ایک مختصر کتاب "تکمیل لصناعۃ الاذہان" میں بیان کی ہیں۔

**۴۔ رائے کی پختگی:** حضرت امام شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی رائے کی پختگی بڑی مضبوط تھی۔ ان کا فہم و شعور بڑی گہرائی لئے ہوئے تھا۔ وہ اپنے زمانے کے انسانوں میں سب سے زیادہ ذہین اور ذکی انسان تھے۔ آپ کی رائے علوم و افکار کے میدان میں انتہائی درست اور صحیح ہوتی تھی پھر اللہ نے انہیں یہ بھی منقبت دی تھی کہ انہیں بہت سے وہی علوم عطا کیے تھے جو ان کے دیگر علوم کے ساتھ باہم ملے ہوئے ہیں اور ان علوم کی تعداد اس قدر کثیر ہے کہ جنہیں ایک جگہ جمع کر کے آسانی کے ساتھ بیان نہیں کیا جاسکتا۔

**۵۔ شرعی احکام کے رموز و اسرار کا کشف:** پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے آپ کے سینے میں نور کی ایسی موسلا دھار بارش برسائی تھی کہ جس کے ذریعے ان کے سامنے شریعت کے رموز و اسرار کے بہت سے پہلو کھل کر سامنے آگئے اور شریعت کی عجیب و غریب اور گہری حکمتوں کا واضح اظہار ہوا پھر اللہ نے ان کا سینہ کھول دیا کہ وہ ان رموز و اسرار اور گہری حکمتوں کو بڑے عمدہ طریقے سے بیان کردیں۔ چنانچہ آپ نے بہترین انداز میں اپنی کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" میں انہیں بیان کردیا اور شریعتِ محمدیہ کے احکامات کے بہت سے چھپے ہوئے محاسن اور عمدہ پہلوؤں کو کھول کر واضح کردیا، انہوں نے اس حقیقت کی نشاندہی کی کہ تمام قوانین اور شرائع کے درمیان شریعتِ محمدیہ کی جامعیت کا حُسن اس اعلیٰ درجے کا ہے کہ جس کی تعریف و توصیف بیان نہیں کی جاسکتی۔ (۵)

درج بالا خصوصیات آپ کے بہت سے مناقب و خصوصیات میں سے چند ایک ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ خوبیوں اور مختلف علمی پہلوؤں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے تھے۔ بقولِ شاعر: ولیس علی اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد

ترجمہ: اللہ جل شانہ پر یہ کوئی مشکل نہیں ہے کہ وہ پورے عالم کو ایک آدمی میں جمع کردے۔

اس کے علاوہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے سیاق و سباق اور بنیادی نظریات سے متعلق تجزیہ بھی کیا ہے اور اپنے ابتدائی کاموں میں انہوں نے علم کے ذرائع، نقل، عقل اور کشف وغیرہ بیان کیے۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے نزدیک مندرجہ بالا میں سے ہر ایک سچائی تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ ان میں سے کسی ایک کو چننے کے بجائے سب کا انضمام ہونا چاہیے۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے نزدیک شریعت یکدم آسمان سے نہیں گری بلکہ اسلامی قانون کا ارتقاء حضور ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور بعد میں آنے والے دیگر مفسرین کی تفاسیر سے ہوا جس کے بعد مخصوص تاریخی پس منظر میں مذاہب کے عروج کا دور اور پھر تقلید کا دور شروع ہوتا ہے، اگر ہم اسلامی قانون کے ارتقاء کے جدید طریقہ کار پر غور کریں تو یہ کم و بیش وہی ہے جو شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے بیان کیا تھا۔

**شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے تجدیدی کارنامے:**

**۱۔خدمتِ قرآن:** اللہ جل شانہ نے حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ سے علومِ نبوت کی نشر واشاعت، اپنے عہد وملت کے فکر وعمل، تجدید واصلاح امت میں ایک نئی زندگی اور تازگی پیدا کرنے کا جو عظیم الشان کام لیا اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ کے زمانے میں غیر مسلموں کے اثرات اور قرآن وحدیث سے ناواقفیت نے ہندوستان میں جو صورتحال پیدا کردی تھی اور دینِ حنیف کے متوازی نظام اور مسلم معاشرہ کی زندگی کے میدان میں جاہلیت کا جو خودرو سبزہ پیدا ہو گیا تھا اس کا اندازہ خود شاہ صاحب رحمہ اللہ کی کتابوں کے بعض اقتباسات سے لگایا جاسکتا ہے۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اس مرض کے علاج کے لئے قرآن مجید کے مطالعہ، تدبر اور اس کے فہم کو سب سے مؤثر علاج سمجھا اور اس کو ذہن میں رکھتے ہوئے شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ترجمۂ قرآن لکھنا اور اس کا درس دینا شروع کیا۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے کتابِ الٰہی کی تنزیل کے مقصد کو خوب سمجھا اور اس کے مطابق نہ فکرِ قرآنی عام کی بلکہ عملی طریقے بھی تجویز کیے۔ پروفیسر محمد یسین مظہر صدیقی رقمطراز ہیں: "ان کی قرآنی فکر وعمل کی کئی جہات ہیں:

اول انہوں نے قرآن کریم کا عام سلیس فارسی زبان میں ترجمہ کیا اور ان کے ضروری حواشی لکھے۔ عوام وخواص دونوں اپنی اپنی بساط کے مطابق اسے سمجھ سکتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنے ترجمہ وحواشیٔ قرآن کریم کو صرف لکھ کر پیش کرنے کا ایک فکری نسخہ نہیں بنایا تھا، بلکہ اسے اپنی طلبہ اور مریدوں کو پڑھا کر اس کی افادیت وصحت کی جانچ بھی کی تھی۔ تحقیقات بتاتی ہیں کہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے بار بار اپنے ترجمہ وحواشیٔ قرآن کریم کی تدریس وتعلیم کی تھی۔

تیسری جہت یہ تھی کہ امتِ اسلامی خاص کر ملتِ ہندیہ کے تمام افراد وطبقات کو روزانہ انفرادی طور سے اس کو پڑھنے پر ابھارا تھا۔ عربی مدارس ومکاتب میں قرآن کریم کے پورے متن کی تدریس کو ضروری قرار دیا۔ ان کی اولین تجویز یہ تھی کہ عربی طالبِ علم کو جب وہ عربی زبان اور نحو وصرف پر اس قدر قادر ہو جائے کہ عربی سمجھنے لگے، متنِ قرآن کریم ترجمہ کی مدد سے پڑھا دیا جائے تاکہ اس کے قلب وذہن میں اولین کلامِ الٰہی ہی اترے۔ اس کے ساتھ دوسری تجویز یہ تھی کہ جب تک متنِ قرآن کی تعلیم پوری نہ ہو جائے اسے کوئی تفسیر نہیں پڑھانی چاہیے۔ حضرت شاہ صاحب کہ یہ دونوں نصابی کارنامے دراصل ان کے طریقۂ نبوی ﷺ کے عمیق مطالعے پر مبنی تھے۔ گہرے مطالعہ اور قرآن مجید کے انفرادی واجتماعی اثرات کے تجزیہ کے بعد ہی انہوں نے یہ دو طریقے تجویز کیے تھے۔ شاہ ولی اللہؒ کے خلوص، مطالعہ، تجربہ، تحلیل وتجزیہ اور خالص عملی اقدامات نے ایک قرآنی تحریک پیدا کردی۔"[۶]

**۲۔شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اور خدمتِ حدیث:** حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے ایک طرف حدیث کی مسند بچھائی اور بہت سے حضرات آپ سے مستفیض ہوئے، دوسری طرف آپ نے حدیث کی کتابوں کی شرحیں لکھیں۔ مولانا عبدالحیٔ الحسنی رقمطراز ہیں:

"جب شاہ صاحب رحمہ اللہ حرمین شریفین سے واپس ہندوستان آئے اور اپنی ساری کوشش اس علم کی نشر واشاعت میں صرف فرمائی، آپ نے درسِ حدیث کی مسند بچھائی اور آپ کے درس سے بہت فائدہ پہنچا، بہت سے لوگ فنِ حدیث میں کامل ہو کر نکلے، اس

فن میں آپ نے کتابیں بھی تصنیف کیں، آپ کے علم سے بے شمار لوگوں کو فائدہ پہنچا اور آپ کی کامیاب کوششوں سے بدعات کا خاتمہ ہوا، شاہ صاحب رحمہ اللہ مسائلِ فقہیہ کی صحت کا فیصلہ کتاب و سنت کی روشنی میں فرماتے تھے اور صرف انہی اقوال کو قبول فرماتے تھے جن کو کتاب و سنت کے موافق پاتے تھے اور جن مسائلِ فقہیہ کو کتاب و سنت کے موافق نہیں پاتے تھے ان کو رد فرماتے تھے خواہ وہ کسی بھی امام کا قول ہو۔"(۷)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے حدیث کی جو تحریری خدمات سرانجام دیں ہیں اس کی مختصراً تفصیل اس طرح سے ہے۔ مؤطا امام مالک حدیث کی مشہور کتاب ہے اس کی آپؒ نے دو شروحات المصفیٰ (فارسی) اور المسویٰ (عربی) لکھیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ درسِ حدیث کا جو طریقہ رائج کرنا چاہتے تھے، یہ دونوں کتابیں اس کا نمونہ ہیں، ان سے شاہ صاحب رحمہ اللہ کے علمِ حدیث اور فقہ حدیث میں محققانہ اور مجتہدانہ شان کا اظہار ہوتا ہے۔ آپ مؤطا امام مالک کو صحاح ستہ میں رتبے کے لحاظ سے سب سے پہلے رکھتے تھے اور اس کو سننِ ابنِ ماجہ کی جگہ شمار کرتے تھے۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ مؤطا امام مالک کی اہمیت کے بے حد قائل اور اس کے ساتھ اعتناء رکھتے اور اس کو درسِ حدیث میں اولیت دینے کے پرجوش داعی اور مبلغ ہیں۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ اپنے وصیت نامے میں فرماتے ہیں: "چوں قدرت بزبانِ عربی یافت مؤطا بروایت یحی بن یحی معموری بخوانانند و ہرگز آں را معطل نگزارند کہ اصل علمِ حدیث بست خواندن آں فیضھا وارد و ما را سمع جمیع آں مسلسل است۔"

ترجمہ: جب عربی پر قدرت حاصل ہو جائے، مؤطا کے اس نسخے کو جو یحی بن یحی معموری سے روایت ہے پڑھیں، ہرگز اس سے پہلو تہی نہ کریں کہ وہ علمِ حدیث کی اصل ہے اور اس کا پڑھنا بڑے فیض کا حامل ہے۔ ہم کو مکمل مؤطا کی سماعت مسلسل طریقے سے حاصل ہے۔"(۸)

علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: "المصفیٰ" فارسی میں مؤطا کی مجتہدانہ شرح ہے۔ "المسویٰ" "تعلیق بر مؤطا عربی زبان میں ہے۔(۹) مولوی ابو یحی امام خان نوشیروی لکھتے ہیں کہ: "حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی یہ دونوں شرحیں 'المسویٰ' (عربی) اور 'المصفیٰ' (فارسی) بطریقِ اجتہاد لکھی گئی ہیں۔"(۱۰) شاہ صاحب رحمہ اللہ فنی اور فقہی مباحث سے پہلے ہی آشنا تھے اور برسوں انہوں نے ہندوستان میں حدیث کا درس دیا تھا، اس لئے ان کے لئے اصل مسئلہ فہمِ حدیث کا نہیں بلکہ روایتِ حدیث کا تھا تاکہ ان کا سلسلۂ سند درست ہو جائے اور شاہ صاحب کا بڑا کارنامہ یہی ہے کہ ان کی بدولت تمام علمائے ہند کا سلسلۂ سند درست ہوا۔

**۳۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اور سیاست:** آپ نے جب ہوش سنبھالا تو اس وقت مغلیہ حکومت کا دور تھا، مرہٹے ایک طاقتور سیاسی قوت کی حیثیت اختیار کرتے جا رہے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے مرہٹوں کی سرکوبی اور ان کے خطرے سے نجات حاصل کرنے کے لئے افغانستان کے بادشاہ احمد شاہ ابدالی سے رابطہ قائم کیا اور ان سے مدد مانگی۔ احمد شاہ ابدالی مرہٹوں کے خلاف ان کی امداد کے لئے آگے

بڑھے اور پھر سن ۱۷۶۱ء میں پانی پت کا وہ عظیم اور تاریخی معرکہ ہوا جس نے مرہٹہ ریاست کے تصور کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاک میں ملا دیا۔ اس خطرہ سے نجات حاصل کرنے کے بعد سلطنتِ مغلیہ کا زوال اور فرنگی کمپنیوں کا بڑھتا ہوا اثر ورسوخ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے سامنے تھا۔ ایسے میں شاہ صاحب رحمہ اللہ نے سلطنتِ مغلیہ کے بوسیدہ کھنڈرات کو سہارا دینے کے بجائے "فَکَّ کُلَّ نِظَام" کا نعرہ لگایا جس کا خلاصہ "مولانا زاہد الراشدی" نے کچھ اس طرح پیش کیا: ۱۔ زمین کا مالک حقیقی خدا ہے، باشندگانِ مالک کی حیثیت وہ ہے جو کسی مسافر خانے میں ٹھہرنے والے لوگوں کی ہوتی ہے ملکیت کا مطلب یہ ہے کہ اس کے حقِ انتفاع (فائدہ اٹھانے کا حق) میں کسی دوسرے کی دخل اندازی قانوناً ممنوع ہے۔ ۲۔ سارے انسان برابر ہیں۔ کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے آپ کو مالکُ ملک، ملک الناس، مالکِ قوم یا انسان کی گردنوں کا مالک سمجھے۔ ۳۔ ریاست کے سربراہ کی وہ حیثیت ہے جو کسی وقف کے متولی کی ہوتی ہے۔ وقف کا متولی اگر ضرورت مند ہو تو اتنا وظیفہ لے سکتا ہے کہ عام باشندۂ ملک کی طرح زندگی گزار سکے۔ ۴۔ روٹی، کپڑا، مکان، بچوں کی تعلیم و تربیت بلا لحاظِ مذہب و نسل ہر انسان کا پیدائشی حق ہے۔ ۵۔ مذہب، نسل یا رنگ کے کسی تفاوت کے بغیر عام باشندگان کے لئے ملک کے معاملات میں یکسانیت کے ساتھ عدل وانصاف، ان کے جان ومال کی حفاظت، حقِ ملکیت میں آزادی، حقوقِ شہریت میں یکسانیت ہر شہری کا بنیادی حق ہے۔

مزید اقتصادی اصول کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: ۱۔ دولت کی اصل بنیاد محنت ہے، مزدور اور کاشتکار قوتِ کاسبہ ہیں۔ باہمی شہریت کی روحِ رواں باہمی تعاون ہے۔ جب تک کوئی شخص ملک و قوم کے لئے کام نہ کرے، ملک کی دولت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ ۲۔ جوا، سٹہ اور عیاشی کے اڈے ختم کیے جائیں جن کی موجودگی میں تقسیمِ دولت کا صحیح نظام قائم نہیں رہ سکتا۔ ۳۔ مزدور، کاشتکار اور جو لوگ ملک و قوم کے لیے دفاعی کام کریں وہ دولت کے اصل مستحق ہیں۔ ان کی ترقی وخوشحالی ملک و قوم کی ترقی وخوشحالی ہے۔ ۴۔ جو سماج محنت کی صحیح قیمت ادا نہ کرے اور مزدوروں، کاشتکاروں پر بھاری ٹیکس لگائے وہ قوم کا دشمن ہے۔ ۵۔ جو پیداوار یا آمدنی تعاونِ باہمی کے اصول پر نہ ہو وہ خلافِ قانون ہے۔ ۶۔ کام کے اوقات محدود کیے جائیں۔ مزدوروں کو اتنا وقت ضرور ملنا چاہئے کہ وہ اپنی اخلاقی وروحانی اصلاح کر سکیں۔ ۷۔ تعاونِ باہمی کا بہت بڑا ذریعہ تجارت ہے لہٰذا اس کو تعاون کے اصول پر ہی جاری رہنا چاہئے۔ پس جب تاجروں کے لئے جائز نہیں کہ وہ بلیک مارکیٹ سے تعاون کی روح کو نقصان پہنچائیں، ایسے ہی حکومت کے لئے بھی درست نہیں کہ بھاری ٹیکس لگا کر تجارت کے فروغ میں رکاوٹ پیدا کرے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے آئندہ جدوجہد کے لئے فکری بنیادیں مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ جماعت بندی بھی شروع کر دی، دہلی میں ہیڈ کوارٹر قائم کیا، متعدد شاگردوں اور خصوصاً اپنے خاندان کے افراد کو خصوصیت کے ساتھ تربیت دی، مولانا عاشق مظفر نگری،

مولانا نوراللہ میر ٹھی، مولانا محمد امین کشمیری، مولانا مخدوم لکھنوی پر مشتمل خصوصی گروپ قائم کیا، دہلی کے علاوہ تکیہ شاہ علم اللہ رائے بریلوی، نجیب آباد لکھنؤ اور مدرسہ ملا معین الدین ٹھٹھہ سندھ بھی اس تحریک کے مراکز تھے۔(۱۱)

**امام شاہ ولی اللہ دہلوی** رحمہ اللہ **کے علوم کا سرسری جائزہ:** بلاشبہ امام شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے الہامی اور کسبی علوم کی تعداد وافر ہے، آپؒ کے علوم کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ اس پر کئی مجلدات پر کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ یہاں اختصار کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ان میں سے کچھ قابلِ فخر علوم کا تذکرہ ملاحظہ فرمائیں:

**۱۔ علمِ حدیث میں مہارت:** علمِ حدیث کو امام شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے لوگوں کے سامنے چمکتے ہوئے سورج کی طرح واضح کیا چنانچہ اس علم کے عمدہ اور بہترین طریقہ کار سے بہت سے لوگ مستفید ہوئے۔ امام شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے لوگوں کے سامنے اس کا نچوڑ بڑے واضح انداز میں پیش کیا، اس علم کے پھیلاؤ کے لئے انتہائی قوت صرف کی یہاں تک کہ لوگ دور دراز سے آکر اس سے سیراب ہونے لگے۔

**۲۔ علمِ تفسیر میں مہارت:** اہلِ علم میں سے وہ افراد کہ جن پر اللہ نے یہ انعام کیا کہ وہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی کتابوں میں موجود بہترین اور عمدہ باتوں کے مفاہیم سے پردہ اٹھانے کی صلاحیت رکھتے ہوں اور ان کی شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی کتابوں پر نظر ہو اور ان میں غور و فکر کی استطاعت رکھتے ہوں، وہ اس بات کو بخوبی جانتے ہیں اور گواہی دیں گے کہ امام شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کو علمِ تفسیر میں بڑا وافر حصہ ملا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اصولِ تفسیر میں لکھی گئی ان کی بہترین کتاب "الفوز الکبیر" آج بھی مدارسِ عربیہ کے نصاب میں شامل ہے۔

حق بات یہ ہے کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ فنِ تفسیر میں تحقیق و تدقیق میں ایک منفرد حیثیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے اس کتاب میں:

- تفسیر کے اہم مسائل اور بنیادی اصولوں کی نشاندہی کی۔
- علمِ تفسیر کا پُر مغز خلاصہ مختصر جملوں میں بیان کیا۔
- قرآن سے ثابت شدہ منصوص علوم پر گفتگو کی۔
- مشکلات القرآن کی بہترین توجیہ پیش کی۔
- غریب القرآن کی بہتر شرح پیش کی۔
- ناسخ و منسوخ آیات کے درمیان تمیز پیدا کی۔

اس کے علاوہ علمِ تفسیر کی بہت سی نفیس اور عمدہ باتیں، نادر اور عجیب نکتے شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب میں بیان کئے۔

**۳۔ اصولِ حدیث میں مہارت:** اصولِ حدیث میں آپ کی تحقیقات کا دائرہ بہت وسیع ہے، آپ نے اتنی باریک بینی سے عمدہ دلائل

اور نکتے بیان کیے ہیں کہ کسی کا قدم وہاں تک نہیں پہنچا۔ شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "وبرائے فہمِ معانی احادیث و دفعِ تعارض من بینھا حضرت والد ماجد قدس سرہ قواعد عجیبیہ وفوائدِ غریبیہ تنسیق فرمودہ اند۔" ترجمہ: احادیث کے معانی سمجھنے اور ان کے تعارض کو دور کرنے کے لئے حضرت والد ماجد قدس سرہ نے بہت عمدہ قواعد اور انوکھے فوائد ترتیب سے بیان کیے۔[۱۲]

**۴۔ فقہی علوم میں مہارت:** شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے مخصوص علوم میں سے ایک آپ کا فقہی علوم میں مہارت اور رسوخ کا ہونا ہے۔ آپ نے فقہی مسائل کے اصل مآخذ دریافت کیے، ان کے دلائل کی اختلاف کی وجوہات اور ان کے پس منظر کو سمجھا، پھر فقہ کے اساسی مسائل کو ذیلی مباحث سے جدا کیا اور پھر انہیں اپنے شاگردوں کے سامنے بہترین انداز میں بیان کیا اور اپنے بے مثل اندازِ تحریر کے ذریعے ایک ایسے فقہ کی نشاندہی کی جس کا ہر پہلو کھلے ہوئے سفید پھولوں کی سفیدی کی مانند بڑا روشن ہے۔

آپ نے فقہی علوم کے ہر پیاسے کو سیراب کیا اور اس حوالے سے ہر طرح کے اندھے پن کو دور کیا اور لوگوں کی آنکھیں کھول دیں یہاں تک کہ آپ علمِ فقہ کے حوالے سے ایک بلند مقام پر فائز تھے۔ آپ نے اس علم کے تمام موتیوں کو ایک لڑی میں پرو دیا۔

اصولِ فقہ کو مہذب اور مدون صورت میں پیش کیا، تمام ائمۂ دین خواہ ان کا تعلق اصحابِ رائے اور اہلِ قیاس سے ہو یا اصحابِ حدیث اور فقہائے محدثین سے ہو، اس سب کے مختلف مذاہب کی اصولی باتوں کی آپ نے شرح بیان کی ہے اور مختصر عبارات میں انہیں بہترین انداز میں جمع کیا جن کا یاد کرنا بہت آسان ہے۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے استنباط واستخراج کی تمام وجوہات کو تمام تر کثرت کے باوجود دس قسموں میں بند کر دیا۔ ان دس قسموں کا تفصیلی بیان "حجۃ اللہ البالغہ" میں ملاحظہ فرمائیں۔[۱۳]

**۵۔ عقائد اور اصولِ دین میں مہارت:** شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے سلفِ صالحین کے بنیادی عقائد کا سیدھا راستہ واضح کیا، بعد میں آنے والے لوگوں کی وجہ سے اس علم میں جو اختلاط آگیا تھا، انہوں نے اسے دور کر کے اصل بنیادی عقائد کی نشاندہی کی، انہوں نے اس بات کی بھی نشاندہی کی کہ کیسے معقول اور منقول کے درمیان تطبیق پیدا کی جاسکتی ہے۔ آپ نے فلسفیوں کے پیدا کردہ شکوک وشبہات کا بھی جواب دیا، معتزلہ کے وہم وگمان کی بنیاد پر اختیار کیے گئے عقائد کا قلع قمع کیا، عقائد اور اصولِ دین کے اس فن میں انہوں نے ایسے ایسے اسرار بیان کیے کہ کئی زمانے گزرنے کے بعد بھی ایک دو افراد کے علاوہ کسی کی ان کی طرف توجہ نہیں ہوئی۔ "الیانع الجنی" میں ہے:

ترجمہ: "شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ ایسے فرد ہیں جن کے سینے میں اللہ نے ان تمام لوگوں کے مختلف علوم جمع کر دیے تھے۔ انہوں نے تمام طریقوں کو جمع کر کے علمِ عقائد اور اصولِ دین کو تمام غلط خیالات اور گدلے پن سے نکال کر صاف وشفاف اور واضح کر دیا۔ امام شاہ ولی اللہ نے ایسا طریقہ اپنایا جو ہدایت کی تمام نمایاں علامات بن کر سامنے آیا۔"[۱۴] اللہ جل شانہ نے حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کو بڑی فصاحت و بلاغت کے ساتھ عربی زبان بولنے اور لکھنے کا ملکہ عطا کیا تھا، ان کے عربی میں لکھے ہوئے عمدہ الفاظ اور خوبصورت جملے جب کوئی سنے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ شاید یہ ایک ایسا آدمی ہے جو قبیلۂ بنو ہوازن کے بلند علاقوں کی ایک بستی کا رہنے والا ہے۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے

اپنے بیٹوں اور احباب کو جو وصیت کی ہے اس میں انہیں عربی زبان پر پورا عبور حاصل کرنے، اس کا ادبی ذوق اور ملکہ پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے اور اس بات کی تاکید کی ہے کہ بلاشبہ عربی زبان ان چند قابل فخر چیزوں میں سے ہے کہ جن سے سید المرسلین ﷺ کا تقرب حاصل ہوتا ہے۔ "التفہیمات الالٰہیہ" میں خود شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "مے گوید فقیر ولی اللہ عفی عنہ این کلمات چند است کہ اولاد واحباب خود را بایں وصیت مے کنم۔ ما مردم عربیم کہ در دیارِ ہندوستان آبائے ما بغربت افتادہ اند و عربیت نسب و عربیت لسان ہر دو فخر ما است کہ ما را بہ سید اولین وآخرین وافضل انبیاء المرسلین وفخر موجودات علیہ وعلی الہ الصلوۃ والتسلیمات نزدیک مے گردانند۔"(۱۵)

**امام شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ کی تصانیف:** آپ کی مختلف علوم وفنون میں لکھی گئی تصانیف کی تعداد کثیر ہے، ان میں سے مشہور یہ ہیں:

**۱۔ اَلْمُسَوّٰی:** یہ مؤطا امام مالک کی شرح ہے جو کہ عربی زبان میں لکھی گئی ہے۔ اس میں آپ نے احادیث کو ایک خاص ترتیب سے مرتب کیا ہے۔ جمہور علماء کے مستنبط کردہ مسائل بیان کیے ہیں، ہر باب میں صرف شافعی اور حنفی مذاہب بیان کیے، غریب اور اجنبی الفاظ کی شرح بیان کی اور اسی طرح شرعی حکم کی علت اور اس کی اقسام کو بھی بیان کیا۔

**۲۔ اَلْمُصَفّٰی:** یہ فارسی زبان میں مؤطا امام مالک کی شرح ہے۔ اس میں آپ نے مؤطا کے تمام اسرار ورموز کو بہترین انداز میں بیان کیا۔

**۳۔ اِزَالَۃُ الْخُلَفَاءِ عَنْ خِلَافَۃِ الْخُلَفَاء:** شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے اس کتاب میں کتاب وسنت، اجزاء اہل بیت اور اجماعِ امت کے ہزاروں دلائل اور اقوال جمع کیے۔ شیخ محسن یمانی لکھتے ہیں کہ: "میں نے شیخ اصل ابدالعلیٰ عمری سے سنا ہے کہ بے شک جس آدمی نے یہ کتاب لکھی ہے وہ علم کا موجیں مارتا ہوا ایسا سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں۔"

**۴۔ حُجَّۃُ اللهِ الْبَالِغَہ:** شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی یہ کتاب شریعت کی حکمتوں اور حدیث کے اسرار کے بیان میں ہے۔

**۵۔ اَلْقَوْلُ الْجَمِیْلُ فِیْ بَیَانِ سَوَاءِ السَّبِیْلِ:** اس کتاب میں آپ نے علمِ سلوک سے متعلق افادات کو جمع کیا ہے۔

**۶۔ اَلْفَوْزُ الْکَبِیْرِ فِیْ اُصُوْلِ التَّفْسِیْرِ:** یہ کتاب آپ کی اَجِلّہ کتب میں سے ایک ہے اور آج بھی مدارسِ عربیہ اور مختلف جامعات میں درساً پڑھائی جاتی ہے۔

**۷۔ اَلتَّفْہِیْمَاتُ الْاِلٰھِیۃ:** یہ کتاب علمِ حقائق کے بیان میں ہے، امام شاہ عبد العزیز دہلوی رحمہ اللہ نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ: "یہ آپ کی عمدہ تصانیف میں سے ہے۔" اور خود شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: "میں نے گزشتہ رات امیر المؤمنین حضرت علی کو دیکھا وہ فرما رہے تھے کہ: تو ہمارا بھائی ہے اور ان اوراق میں تو نے جو کچھ لکھا ہے، یہی ہمارا عقیدہ ہے۔"(۱۶)

**مشاہیر علماء کی نظر میں شاہ ولی اللہؒ کا مقام:** شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی تعریف ومنقبت بہت سے اونچے درجے کے جلیل القدر علمائے کرام نے

کی ہے۔ الیانع الجنی میں ہے کہ : ترجمہ : ان میں شاہ صاحب رحمہ اللہ کے صاحبزادے شاہ عبد العزیز دہلوی رحمہ اللہ ہیں کہ جنہوں نے اپنی کتاب تحفۂ اثنا عشریہ میں کہا ہے کہ : "یہ جو امام شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی شان میں کہا گیا ہے، بالکل درست بات ہے کہ وہ "آیۃ من آیات اللہ ومعجزۃ من معجزات نبیہ ﷺ تھے۔" اسی طرح شیخ اجل، فقیہ محدث، عارفِ کامل شیخ مرزا مظہر جانِ جاناں علوی دہلوی رحمہ اللہ کے تربیت یافتہ عالم شیخ نعیم اللہ بہرائچی نے فرمایا ہے کہ : اللہ جل شانہ نے امام شاہ ولی اللہ دہلوی کی روح کو مقدس بنایا ہے، آپ اکابر اولیاء اللہ میں سے تھے، علومِ ظاہری و باطنی کے جامع تھے۔

حضرت مظہر جانِ جاناں کہا کرتے تھے : شیخ ابو عبد العزیزی بڑے محدث ہیں جنہوں نے ایک تجدیدی طریقہ کار اپنایا ہے نیز مشکل علوم اور معارف کے اسرار کی تحقیق میں ایک خاص طرز اپنایا ہے، وہ علماء میں سے ایک ربانی عالم تھے، وہ ایسے صوفیائے محققین میں سے ہیں کہ جنہوں نے علمِ ظاہر اور باطن کو جمع کیا اور نئے علوم کی تحقیق و تدوین کی ہے۔[17] شیخ محسن یمانی لکھتے ہیں کہ : شاہ ولی اللہ پر اعتراض کرنے والا جاہلوں میں سب سے بڑا جاہل ہے، اس کے دل میں ایسی بیماری ہے جس کے علاج کی امید نہیں کی جا سکتی۔ ان کے ہاتھوں یقینی علوم کے درس و تدریس کا کام دنیا بھر میں پھیلا ہوا ہے، اس سلسلہ میں آپ نے انتہا درجے کی جدوجہد اور کوشش کی ہے یہاں تک کہ ہو مجتہد فی المذہب کے مرتبے پر پہنچے، انہوں نے بہت سی الجھی ہوئی باتوں کو کھول کر بیان کرنے کی مشقت برداشت کی ہے۔[18]

**خلاصۂ مقالہ:** اللہ جل شانہ نے ابتدا میں انسانوں کی ہدایت کا کام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے لیا اور بالآخر حضرت محمد ﷺ پر اس سلسلہ کو روکتے ہوئے دین کو مکمل کر دیا۔ اس کے بعد جب بھی شریعت میں دین کے نام پر غلط افکار و خیالات داخل ہوئے تو قانونِ الٰہی کے مطابق ہر دور اور ہر صدی کی ابتدا میں ایک دیدہ ور پیدا ہوتا جو بلا خوف و خطر دین کو از سرِ نو زندہ کرتا رہا ہے، انہی مجددِ دین و مصلحین میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ بھی ہیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب سلطنتِ مغلیہ رو بہ زوال ہو کر پارہ پارہ ہو رہی تھی، سکھوں، مرہٹوں اور نادر شاہ کے سنگ دلانہ حملے نے دہلی کی عظمت کو بے رونق کر دیا تھا، پورا معاشرہ زوال آمادگی کا شکار تھا، اخلاقی اقدار کو زنگ لگ رہا تھا، مسلم معاشرہ پر دنیا پرستی غالب آچکی تھی، روحانی عظمتیں مادیت کی پستی میں جا سوئی تھیں، ان کے اندر نہ عزم باقی تھا نہ حمیت، نہ راست گوئی تھی نہ مذہبی رجحان، مذہبی گمراہی نے ان کے وجود کو منتشر کر دیا تھا جس کے سبب کتاب و سنت سے بے اعتنائی امتِ مسلمہ کا خاصہ بن گئی تھی، علماء سوء نے دین کو اپنی جاگیر سمجھ کر دنیا داری کو اپنا وطیرہ بنا لیا تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے حالات کا گہری نظر سے مطالعہ کیا اور اپنے اصلاحی پروگرام کو مختلف سطحوں میں شروع کیا۔ وہ امت کے مختلف فرقوں میں اختلافِ عقائد کے اسباب و علل کا سراغ لگانے کی طرف مائل ہوئے، اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے ایک مضبوط نظامِ تعلیم پر خصوصی توجہ دی، شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنے والد کے انتقال کے بعد بارہ سال تک مسندِ درس پر بیٹھ کر اپنے ذی استعداد جانشینوں کی ایک ایسی جماعت تیار کر دی جس نے شاہ

صاحبؒ کے سلسلہ کو آگے بڑھاتے ہوئے علمِ تفسیر، حدیث، فقہ اور کلام کی تعلیم وتدریس کو جاری رکھا اور علمِ حدیث و تفسیر کے صحیح علم سے لوگوں کو روشناس کرایا۔ایک طرف شاہ صاحب رحمہ اللہ امتِ مسلمہ کی شیرازہ بندی میں لگے ہوئے تھے،اور دوسری طرف دینِ نبویﷺ کے اسرار ورموز سے امت کو مستفید کر رہے تھے۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ کے یہ وہ کارنامے ہیں جس نے بڑے بڑے علماء متاخرین کو متاثر کیا۔ بہرحال شاہ صاحب رحمہ اللہ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ متاثر کن اور سحر انگیز ہے۔آج ایک بار پھر مسلم معاشرے کو شاہ ولی اللہ ثانی کی ضرورت ہے جو امتِ مسلمہ کی شیرازہ بندی کر سکے، مسلم سماج میں بڑھتی ہوئی بدعات و خرافات پر لگام لگا سکے۔عالمِ اسلام کا سود وزیاں تو کسی سے بھی پنہاں نہیں۔بقول علامہ اقبال: "ہو گیا مانندِ آب ارزاں مسلماں کا لہو" لیکن پھر بھی یہ قوم اپنی نیند سے بیدار ہونے کو تیار نہیں۔

## حوالہ جات


1. سید سلیمان ندویؒ، مقالاتِ سلیمان: جلد دوم، صفحہ ۴۲
2. اس کی تفصیل حجۃ اللہ البالغہ میں ملاحظہ فرمائیں۔
3. حاشیہ عبقات: صفحہ ۱۰۳، شاہ اسمٰعیل شہیدؒ، ادارۂ اسلامیہ، لاہور
4. شاہ ولی اللہ دہلویؒ، الجزء اللطیف بترجمہ عبد الضعیف: ، صفحہ ۲۰۴، ناشر: مجتبائی، دہلی، ۱۳۳۵ھ
5. الیانع الجنی علی ھامش کشف الاستار، صفحہ ۸۹، ناشر: دارل اشاعت، دیوبند، انڈیا
6. شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی قرآنی خدمات: صفحہ ۷،۶، ناشر: ادارہ علوم اسلامیہ، علی گڑھ یونیورسٹی، سنِ اشاعت 2013
7. الثقافۃ الاسلامیہ فی الھند: صفحہ 1991
8. ابوالحسن علی ندوی، تاریخ دعوت وعزیمت: جلد ۵، صفحہ 192
9. حیاتِ امام مالک: صفحہ 105
10. تراجم علمائے حدیثِ ہند: جلد اول، صفحہ 43
11. ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور: سنِ اشاعت 24 اکتوبر 1975
12. عجالہ نافعہ: صفحہ 17، ناشر: نور محمد کارخانہ تجارت، آرام باغ، کراچی
13. حجۃ اللہ البالغہ: المبحث السابع، باب کیفیۃ المراد من الکلام: صفحہ 88
14. شیخ محسن بن یحیٰ یمانی، الیانع الجنی علی ھامش کشف الاستار: صفحہ 79، دار الاشاعت، دیوبند،
15. شاہ ولی اللہ دہلویؒ، التفہیمات الالھیہ، تفہیم نمبر 2461، جلد 2، صفحہ 269، ناشر: حیدر آباد
16. الیانع الجنی علی ھامش کشف الاستار: صفحہ 93، دار الاشاعت، دیوبند، ہند
17. شاہ ولی اللہ دہلویؒ، التفہیمات الالھیہ، تفہیم نمبر 14، جلد 2، صفحہ 19، ناشر: حیدر آباد، سندھ
18. الیانع الجنی علی ھامش کشف الاستار: صفحہ 91، دار الاشاعت، دیوبند، ہند